THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

"الہدایہ، کتاب الوقف میں صاحبینؒ کے فقہی آراء کا علمی تجزیہ"

حافظ عبدالوہاب[1] ڈاکٹر محمد طاہر[2]

Abstract

This article presents a scholarly analysis of the juristic opinions of the two prominent disciples of Imam Abu Hanifa, namely Imam Abu Yusuf and Imam Muhammad al-Shaybani (commonly referred to as Sahibain), within the context of the chapter of Waqf in Al-Hidayah by Burhan al-Din al-Marghinani. The study aims to highlight the interpretive diversity within the Hanafi legal tradition by examining how the views of Sahibain contribute to the formulation, development, and practical application of waqf-related rulings.

By employing a qualitative and comparative methodology, the research explores key legal issues discussed in Kitab al-Waqf, focusing on areas where the opinions of Sahibain either converge with or differ from those of Imam Abu Hanifa. Special attention is given to the legal reasoning (ta'lil) and evidentiary bases (adillah) underlying their positions. The article also investigates how Al-Hidayah synthesizes these differing views and presents them in a structured legal framework that has been influential in Hanafi jurisprudence.

The study concludes that the opinions of Sahibain play a significant role in shaping the practical application of waqf law within the Hanafi school. Their juristic contributions not only reflect methodological depth but also demonstrate the dynamic nature of Islamic legal interpretation. This research contributes to a better understanding of intra-school diversity and the evolution of waqf jurisprudence in classical Islamic law.

Keywords

Hanafi Fiqh, Al-Hidayah, Kitab al-Waqf, Imam Abu Yusuf, Imam Muhammad al-Shaybani, Sahibain, Waqf, Islamic Law, Juristic Differences, Islamic Jurisprudence

یہ مقالہ امام برہان الدین المرغینانی کی کتاب *الہدایہ* کے باب *کتاب الوقف* میں امام ابو حنیفہؒ کے دو جلیل القدر شاگردوں، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ (جنہیں صاحبین کے نام سے جانا جاتا ہے) کے فقہی آراء کا علمی تجزیہ پیش کرتا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد فقہ حنفی کے اندر موجود فکری تنوع کو واضح کرنا ہے، خصوصاً اس تناظر میں کہ صاحبین کے نقطۂ نظر وقف سے متعلق احکام کی تشکیل، ترقی اور عملی اطلاق میں کیا کردار ادا کرتے ہیں۔

اس تحقیق میں معیاری تجزیاتی اور تقابلی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے، جس کے ذریعے *کتاب الوقف* میں بیان کردہ اہم فقہی مسائل کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ خاص طور پر ان کا بھی (*ادلہ*) اور دلائل (*تعلیل*) مقامات پر توجہ دی گئی ہے جہاں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبین کے درمیان اتفاق یا اختلاف پایا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ان کے فقہی استدلال جائزہ لیا گیا ہے۔ مزید بر آں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ *الہدایہ* نے کس طرح ان مختلف آراء کو یکجا کر کے ایک منظم فقہی ڈھانچے کی صورت میں پیش کیا ہے، جو فقہ حنفی میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

اس تحقیق کا نتیجہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ صاحبین کے فقہی افکار فقہ حنفی میں وقف کے عملی احکام کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ ان کی آراء نہ صرف فقہی گہرائی کی عکاسی کرتی ہیں بلکہ اسلامی قانون کی تعبیر میں فکری وسعت اور ارتقاء کو بھی ظاہر کرتی ہیں۔ یہ مطالعہ فقہ حنفی کے اندرونی اختلافی تنوع اور اسلامی قانونِ وقف کی تاریخی ترقی کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

[1] ۔ پی ایچ ڈی سکالر شعبہ علوم اسلامیہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان، برقی رسائی abdulwahhab555@gmail.com

[2] ۔ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ و ڈین فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ہیومینٹیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان، برقی رسائی muhammad_tahir@awkum.edu.pk

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

کلیدی الفاظ :

فقہ حنفی، الہدایہ، کتاب الوقف، امام ابو یوسف، امام محمد الشیبانی، صاحبین، وقف، اسلامی قانون، فقہی اختلاف، اسلامی فقہ

تعارف(Introduction)

وقف اسلامی قانون کا ایک اہم اور منفرد ادارہ ہے جو مسلم معاشروں میں سماجی، معاشی اور دینی فلاح و بہبود کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسا مستقل صدقہ ہے جس کے ذریعے کوئی جائیداد یا مال اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہمیشہ کے لیے وقف کر دیا جاتا ہے، تاکہ اس کا فائدہ عوام یا کسی مخصوص مقصد کے لیے جاری رہے۔ اسلامی فقہ میں وقف کے احکام کو نہایت تفصیل اور باریک بینی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، کیونکہ اس کا تعلق معاشرتی نظام اور حقوق العباد سے گہرا ہے۔

فقہ حنفی میں وقف کے مسائل کو بڑی وسعت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اور اس سلسلے میں امام برہان الدین المرغینانی کی مشہور کتاب *الہدایہ* کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کتاب کا باب *کتاب الوقف* فقہی مسائل کے تفصیلی اور منظم بیان پر مشتمل ہے، جس میں مختلف فقہاء کے اقوال اور ان کے دلائل کو علمی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

فقہ حنفی کی ایک نمایاں خصوصیت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ (جنہیں صاحبین کہا جاتا ہے) کے فقہی اقوال ہیں۔ یہ دونوں امام ابو حنیفہؒ کے جلیل القدر شاگرد تھے اور فقہ حنفی کی تدوین و ترقی میں ان کا کردار انتہائی اہم ہے۔ متعدد فقہی مسائل میں ان کی آراء امام ابو حنیفہؒ سے موافقت بھی رکھتی ہیں اور بعض مقامات پر اختلاف بھی پایا جاتا ہے، جس سے فقہ حنفی میں علمی وسعت اور تنوع پیدا ہوتا ہے۔

اس مقالے کا مقصد *الہدایہ*، *کتاب الوقف* میں صاحبین کے فقہی نقطہ ہائے نظر کا علمی و تجزیاتی مطالعہ کرنا ہے۔ اس میں ان کے دلائل، فقہی استدلال اور امام مرغینانی کے ذریعے ان آراء کی ترتیب و تطبیق کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس تحقیق کے ذریعے فقہ حنفی کے اندرونی علمی تنوع اور وقف کے احکام کی فکری گہرائی کو واضح کرنا مقصود ہے۔

کتاب الوقف کے مسائل کا علمی جائزہ

صورت مسئلہ نمبر(01):وقف کے بعد ملکیت کا حکم

مسئلہ کا تعارف

وقف کرنے کے بعد وقف شدہ چیز واقف کی ملکیت میں باقی رہتی ہے یا اس سے نکل جاتی ہے؟ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب کوئی شخص کسی چیز کو وقف کرتا ہے تو وہ چیز واقف کی ملکیت سے خارج نہیں ہوتی، بلکہ اس کے صرف منافع وقف ہوتے ہیں۔ وقف شدہ چیز ملکیتِ واقف میں باقی رہتی ہے، جیسا کہ عاریت میں ہوتا ہے۔

دلائل امام ابو حنیفہؒ

1. حدیث: "اللہ کے فرائض میں سے کوئی چیز حبس نہیں ہے"1 سے استدلال کیا گیا ہے کہ اموال میراث کے اصول پر رہتے ہیں۔
2. قاضی شریحؒ2 کے قول کے مطابق بعض اموال کو فروخت کیا گیا3۔
3. واقف کو تصرف کا حق حاصل رہتا ہے، مثلاً کھیتی، رہائش اور متولی مقرر کرنا۔
4. شریعت میں ایسی کوئی مثال نہیں کہ مال باقی ہو مگر اس کا مالک نہ ہو۔

صاحبین کا قول (امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ)

صاحبینؒ کے نزدیک وقف کرنے کے بعد چیز واقف کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں چلی جاتی ہے۔ وقف لازم ہو جاتا ہے اور اسے فروخت، ہبہ یا وراثت میں منتقل نہیں کیا جا سکتا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

دلائل صاحبینؒ

1. حدیثِ حضرت عمرؓ4 خیبر کی زمین کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اصل کو صدقہ کر دو تاکہ نہ بیچی جائے، نہ ہبہ ہو اور نہ میراث بنے5۔
2. وقف صدقہ جاریہ ہے، لہٰذا اس کا مستقل ہونا ضروری ہے۔
3. مسجد کی طرح وقف بھی اللہ کی ملکیت میں شمار کیا جاتا ہے۔

قولِ راجح اور علمی تجزیہ

اس مسئلہ میں جمہور فقہاء کے نزدیک صاحبینؒ کا قول راجح ہے۔

دلائلِ ترجیح

- وقف کے بعد ملکیت واقف سے نکل جاتی ہے، لہٰذا میراث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
- امام ابو حنیفہؒ کی حدیث سے استدلال اس مقام پر کمزور معلوم ہوتا ہے۔
- "بے مالک چیز" کا اعتراض اس لیے درست نہیں کہ وقف کی ملکیت اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

مؤیدات (فقہی کتب سے تائید)

- علامہ حصکفیؒ: وقف اللہ کی ملکیت میں چلا جاتا ہے6۔
- علامہ ابن الہمامؒ: جمہور کے نزدیک وقف لازم ہے7۔
- علامہ شامیؒ: فتویٰ صاحبینؒ کے قول پر ہے8۔
- فتاویٰ ہندیہ: اکثر مشائخ کے نزدیک قولِ صاحبینؒ راجح ہے9۔

خلاصہ

وقف کے بعد ملکیت کے مسئلہ میں اگرچہ امام ابو حنیفہؒ کا ایک علمی موقف موجود ہے، لیکن دلائل، آثار اور جمہور فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں صاحبینؒ کا قول راجح اور قابلِ عمل قرار پاتا ہے۔

صورت مسئلہ نمبر (02): مرضِ الموت میں وقف کا حکم

مسئلہ کا تعارف

اگر کوئی شخص اپنی مرضِ الموت (وہ بیماری جس میں موت غالب ہو) میں کوئی چیز وقف کرے اور اس کے بعد فوت ہو جائے تو کیا ایسا وقف لازم ہو گا یا نہیں؟ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مرضِ الموت میں کیا گیا وقف لازم نہیں ہوتا، بلکہ یہ حالتِ صحت کے وقف کی طرح غیر لازم اور عاریت کے حکم میں ہوتا ہے۔ وقف اس وقت تک واقف کی ملکیت میں رہتا ہے جب تک قاضی اس کے لازم ہونے کا فیصلہ نہ کرے، یا واقف خود اسے وصیت کے طور پر مشروط نہ کرے۔

استثنائی صورت

اگر وقف کو صراحتاً موت سے معلق کر دیا جائے (مثلاً: "اگر میں فوت ہو جاؤں تو میرا گھر وقف ہے") تو ایسی صورت میں وقف لازم ہو سکتا ہے۔

دلیل

مرضِ الموت اور حالتِ صحت میں وقف کے حکم میں کوئی بنیادی فرق نہیں، کیونکہ وقف بذاتِ خود ملکیت کو ختم نہیں کرتا اور یہ ایک غیر لازم نفلی عمل ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.3 No.4 2025

صاحبینؒ کا قول (امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ)

صاحبینؒ کے نزدیک اگر کوئی شخص مرضِ الموت میں وقف کرے تو ایسا وقف لازم ہو جاتا ہے، لیکن اس کی تنفیذ میت کے ترکہ کے ایک تہائی (1/3) حصے سے کی جائے گی، بالکل وصیت کی طرح۔

دلیل

1. وقف کے ذریعے چیز واقف کی ملکیت سے نکل جاتی ہے، لہٰذا مرض اور صحت میں اصل حکم تبدیل نہیں ہوتا۔
2. جس طرح وصیت ایک تہائی مال میں نافذ ہوتی ہے، اسی طرح مرضِ الموت کا وقف بھی ایک تہائی مال تک محدود ہوگا۔

قولِ راجح اور علمی تجزیہ

اس مسئلہ میں بھی صاحبینؒ کا قول راجح قرار پاتا ہے۔

دلائلِ ترجیح

- اصل اعتبار ملکیت کے زوال کا ہے، اور وقف کی حقیقت ملکیت کو ختم کرتی ہے۔
- مرضِ الموت میں تصرفات کو شریعت نے وصیت کے اصول پر محدود کیا ہے۔
- وقف کو وصیت کے حکم پر قیاس کرنا زیادہ قوی اور عملی معلوم ہوتا ہے10۔

فقہی تائید

پہلے مسئلہ کی طرح فقہاء کی آراء سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صاحبینؒ کے قول کو ترجیح حاصل ہے، کیونکہ یہ قول عملی فقہی اصولوں اور وصیت کے قواعد سے ہم آہنگ ہے۔

خلاصہ

مرضِ الموت میں وقف کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ نے عدم لزوم کا موقف اختیار کیا ہے، جبکہ صاحبینؒ کے نزدیک یہ وقف لازم ہوتا ہے مگر ترکہ کے ایک تہائی میں محدود رہتا ہے۔ دلائل اور فقہی تطبیق کی روشنی میں صاحبینؒ کا قول زیادہ راجح اور قابلِ عمل معلوم ہوتا ہے۔

صورت مسئلہ نمبر (03): وقف کے لیے آخری جہت (مصرف) کے ذکر کا حکم

مسئلہ کا تعارف

کیا وقف کرتے وقت ایسی آخری جہت یا مصرف (جہاں وقف خرچ ہو گا) بیان کرنا ضروری ہے جو ہمیشہ باقی رہے؟ اس مسئلہ میں امام ابو یوسفؒ اور طرفینؒ (امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ) کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو یوسفؒ کا قول

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وقف کے لیے آخری دائمی جہت کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر واقف کسی ختم ہونے والی جہت کا ذکر کرے اور وہ جہت ختم ہو جائے تو وقف خود بخود فقراء اور مساکین کے لیے منتقل ہو جائے گا، خواہ واقف نے ان کا صراحتاً ذکر نہ کیا ہو۔

دلیل

وقف کا اصل مقصد اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہے، اور یہ مقصد ہر صورت میں حاصل ہو جاتا ہے، چاہے وقف کی جہت دائمی ہو یا غیر دائمی۔ لہٰذا دونوں صورتیں درست ہیں اور وقف صحیح ہو جاتا ہے۔

طرفینؒ کا قول (امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ)

طرفینؒ کے نزدیک وقف کے لیے ایسی آخری جہت کا ذکر ضروری ہے جو ہمیشہ باقی رہے۔ اگر کوئی ایسی جہت مقرر کی جائے جو ختم ہو جائے تو وقف کا مقصد مکمل طور پر حاصل نہیں ہوتا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337
Vol.3 No.4 2025

دلیل

وقف کا اصل تقاضا یہ ہے کہ ملکیت واقف سے نکل جائے مگر کسی معین ملکیت میں داخل نہ ہو بلکہ ہمیشہ کے لیے باقی رہے، جیسے غلام کی آزادی دائمی ہوتی ہے۔ اگر وقف کو کسی عارضی یا ختم ہونے والی جہت سے جوڑا جائے تو اس کا مقصد متاثر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وقتی وقف (مثلاً چند سال کے لیے) بھی باطل قرار پاتا ہے۔

قولِ راجح اور علمی تجزیہ

اس مسئلہ میں امام ابو یوسفؒ کا قول راجح قرار دیا گیا ہے۔

دلائلِ ترجیح

- وقف کا بنیادی مقصد تقرب الی اللہ ہے، جو ہر صورت میں حاصل ہو جاتا ہے۔
- لوگوں کے لیے وقف کے دائرے کو محدود کرنا درست نہیں، بلکہ وسعت دینا زیادہ مناسب ہے۔
- عملی طور پر اگر ایک جہت ختم ہو جائے تو وقف کو فقراء کی طرف منتقل کرنا شریعت کے عمومی مزاج کے مطابق ہے۔

فقہی تائید

علامہ حصکفیؒ 11، علامہ ابن عابدین شامیؒ 12 اور علامہ ابن نجیمؒ 13 جیسے فقہاء نے امام ابو یوسفؒ کے قول کو راجح اور قابلِ فتویٰ قرار دیا ہے۔ ان کے مطابق یہ قول زیادہ احتیاط، آسانی اور عملی تطبیق کا حامل ہے۔

خلاصہ

وقف کے لیے آخری دائمی جہت کے ذکر کے مسئلہ میں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تعیین ضروری نہیں، جبکہ طرفینؒ اسے ضروری قرار دیتے ہیں۔ دلائل اور فقہی تطبیق کی روشنی میں امام ابو یوسفؒ کا قول راجح اور زیادہ آسان و قابلِ عمل ہے۔

صورت مسئلہ نمبر (04): زمین کے ساتھ تابع اشیاء (جانور اور غلام) کو وقف کرنے کا حکم

مسئلہ کا تعارف

اگر کوئی شخص اپنی زمین وقف کرتے وقت اس کے ساتھ زمین کو جوتنے والے جانور یا کاشت کرنے والے غلام بھی وقف کرے تو کیا ایسا وقف جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک زمین کے ساتھ غلام یا جانور کو وقف کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ صرف زمین کا وقف صحیح ہو گا۔

دلیل

صحابہ کرامؓ کے عمل میں صرف زمینوں کا وقف ملتا ہے، نہ کہ زمین کے ساتھ غلام یا جانوروں کا۔ لہٰذا اصل سنت یہی ہے کہ وقف صرف اصل (زمین) تک محدود رہے، تابع اشیاء کو وقف میں شامل کرنا درست نہیں۔

صاحبینؒ کا قول (امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ)

صاحبینؒ کے نزدیک زمین کے ساتھ اس کے تابع اشیاء جیسے غلام اور جانوروں کو وقف کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ اشیاء زمین کے مقاصدِ وقف کی تکمیل کے لیے ضروری ہوتی ہیں۔

دلائل

1. زمین سے اصل مقصد پیداوار (غلہ) حاصل کرنا ہے، جو ان تابع اشیاء کے بغیر ممکن نہیں۔
2. شریعت میں تابع اشیاء اصل کے حکم میں آجاتی ہیں، جیسے زمین کے ساتھ پانی، راستہ اور عمارت کا شامل ہونا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

3. خرید و فروخت میں بھی زمین کے ساتھ اس کے متعلقات خود بخود شامل ہو جاتے ہیں، لہٰذا وقف میں بھی یہی اصول جاری ہوگا۔

قولِ راجح اور علمی تجزیہ

اس مسئلہ میں صاحبینؒ کا قول راجح قرار دیا جاتا ہے۔

دلائلِ ترجیح

- وقف کا اصل مقصد زمین سے فائدہ حاصل کرنا ہے، اور یہ تابع اشیاء کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔
- شریعت میں تابع کا حکم اصل کے تابع ہوتا ہے، اس لیے ان اشیاء کو الگ کرنا عملی طور پر درست نہیں۔
- فقہی اصول کے مطابق بعض اشیاء مستقل طور پر وقف نہیں ہو سکتیں مگر تابع ہو کر شامل ہو جاتی ہیں۔

فقہی تائید

علامہ ابن الہمامؒ 14، علامہ حصکفیؒ 15، علامہ ابن عابدین شامیؒ 16، فتاویٰ ہندیہ 17، علامہ کاسانیؒ 18 اور دیگر فقہاء نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ تابع اشیاء کو زمین کے ساتھ وقف کرنا استحساناً جائز ہے۔

خلاصہ

زمین کے ساتھ غلام اور جانوروں کو وقف کرنے کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ وقف جائز نہیں، جبکہ صاحبینؒ کے نزدیک یہ جائز اور درست ہے۔ دلائل، اصولِ فقہ اور فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں صاحبینؒ کا قول راجح اور قابلِ عمل ہے۔

نتیجہ بحث (Conclusion)

اس تحقیقی مقالے میں *الہدایہ، کتاب الوقف* کے تحت صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) اور امام ابو حنیفہؒ کے درمیان وقف سے متعلق اہم اختلافی مسائل کا علمی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ زیرِ بحث چار مسائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فقہ حنفی میں وقف کے احکام نہ صرف اصولی گہرائی رکھتے ہیں بلکہ ان میں عملی مصالح اور فقہی توسع بھی نمایاں ہے۔

پہلے مسئلہ میں وقف کے بعد ملکیت کے باقی رہنے یا منتقل ہونے کے بارے میں اختلاف سامنے آیا، جس میں صاحبینؒ کا موقف راجح قرار پایا کہ وقف کے بعد ملکیت اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ دوسرے مسئلہ (مرضِ الموت میں وقف) میں بھی صاحبینؒ کا قول زیادہ مضبوط اور عملی تطبیق کے مطابق پایا گیا کہ ایسا وقف ترکہ کے ایک تہائی میں نافذ ہوتا ہے۔

تیسرے مسئلہ میں وقف کے لیے آخری دائمی جہت کے ذکر کا اختلاف سامنے آیا، جہاں امام ابو یوسفؒ کا قول زیادہ آسان، وسیع اور عملی مصالح کے مطابق قرار پایا کہ وقف کی صحت کے لیے دائمی جہت کی شرط ضروری نہیں۔ چوتھے مسئلہ میں زمین کے ساتھ تابع اشیاء (غلام اور جانور) کے وقف کا مسئلہ زیرِ بحث آیا، جس میں صاحبینؒ کا موقف زیادہ مضبوط اور اصولی قاعدوں کے مطابق معلوم ہوا کہ تابع اشیاء اصل کے حکم میں شامل ہو سکتی ہیں۔

مجموعی طور پر ان اختلافات کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ فقہ حنفی کا داخلی اختلاف تضاد نہیں بلکہ فکری وسعت اور اجتہادی تنوع کا مظہر ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور صاحبینؒ کے آراء دراصل مختلف فقہی اصولوں اور ترجیحات پر مبنی ہیں، جن کا مقصد شریعت کے مصالح اور عملی آسانی کو برقرار رکھنا ہے۔

آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ صاحبینؒ کے اقوال اکثر مواقع پر راجح اور فتویٰ کے قابل قرار پاتے ہیں، تاہم ہر مسئلہ اپنے دلائل اور سیاق و سباق کے مطابق الگ فقہی حیثیت رکھتا ہے۔ اس طرح یہ مطالعہ فقہ حنفی میں وقف کے باب کی علمی گہرائی اور اجتہادی وسعت کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.3 No.4 2025
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

حواشی ومراجع

1۔ نا عبيد الله بن عبد الصمد بن المهتدي بالله , نا محمد بن عبد الرحيم بن موسى الصدفي بمصر , نا عمرو بن خالد , نا ابن لهيعة , عن أخيه عيسى بن لهيعة , عن عكرمة , عن ابن عباس , قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا حبس عن فرائض الله عز وجل» . لم يسنده غير ابن لهيعة , عن أخيه وهما ضعيفان(سنن الدارقطني،أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (المتوفى: 385هـ)،حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم،مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان الطبعة: الأولى، 1424 هـ - 2004 م،عدد الأجزاء: 5،ج:5،ص:119)

2۔ آپ کا پورانام یہ ہے:شریح بن حارث بن قیس بن جہم الکندی۔آپ کوفہ کے قاضی تھے۔آپؒ نے نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا لیکن آپ ﷺ سے ملاقات نصیب ہوئی تھی۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ یمن سے منتقل ہوئے تھے۔آپؒ نے حضرت عمر،حضرت علی اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم سے روایات نقل کی ہے۔آپؒ سے قیس بن ابی حازم،مرہ طیب،تمیم بن سلمہ،شعبی،ابراہیم نخعی اور ابن سیرین وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؒ کو کوفہ کا قاضی بنایا تھا اور آپؒ نے کوفہ میں قضاء کا عہدہ ساٹھ سال تک سنبھالا۔آپ بصرہ میں بھی ایک سال قاضی رہے ہیں۔آپؒ کی وفات 78ھ=697ء میں ہوئی۔(سير أعلام النبلاء،شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ)،دار الحديث- القاهرة،الطبعة: 1427هـ-2006م،عدد الأجزاء: 18،ج:5،ص:49،الكتاب: الأعلام،خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي الدمشقي (المتوفى: 1396هـ)،دار العلم للملايين،الطبعة: الخامسة عشر - أيار / مايو 2002 م،ج:3،ص:161)

3۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْجَوَّازُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ: أَتَيْتُ شُرَيْحًا، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَدْخُلَ الْقَصْرَ عَلَى بِشْرِ بْنِ مَرْوَانَ فَقُلْتُ: يَا أَبَا أُمَيَّةَ: أَفْتِنِي، قَالَ: إِنَّمَا أَنَا قَاضٍ، وَلَسْتُ بِمُفْتٍ، قُلْتُ: وَاللَّهِ مَا أُرِيدُ خُصُومَةً، إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْحَيِّ تَرَكَ دَارَهُ حَبْسًا، فَدَخَلَ فَانْفَرَجَ مِنَ الْبَابِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لِحَبِيبِ الَّذِي تَقَدَّمَ إِلَيْهِ لِلْخُصُومِ: أَعْلِمِ الرَّجُلَ أَيُّهُمْ أَنْ لَا حَبْسَ عَنْ فَرَائِضِ اللَّهِ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: شُرَيْحٌ الْقَاضِي كُنْيَتُهُ أَبُو أُمَيَّةَ(السنن الكبرى،أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (المتوفى: 458هـ)،المحقق: محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية، بيروت – لبنات،الطبعة: الثالثة، 1424 هـ - 2003 م،ج:6،ص:269،الكنى والأسماء،أبو بِشْر محمد بن أحمد بن حماد بن سعيد بن مسلم الأنصاري الدولابي الرازي (المتوفى: 310هـ)،المحقق: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،دار ابن حزم - بيروت/ لبنان،الطبعة: الأولى، 1421 هـ - 2000م،عدد الأجزاء: 3،ج:1،ص:347)

4۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پورانام یہ ہے:عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن قرط۔آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو حفص ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام مخزومی ہے،جو کہ ابو جہل کی بہن تھی۔آپ رضی اللہ عنہ نے نبوت کے چھٹے سال ستائیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ سے ان حضرات نے روایات نقل کی ہیں:علی،ابن عباس،ابن مسعود،ابوہریرہ،علقمہ بن وقاص وغیرہ رضی اللہ عنہم۔آپ رضی اللہ عنہ 23ھ میں ذی الحجہ مہینہ کے آخر میں شہید ہوئے۔(سير أعلام النبلاء،شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (المتوفى: 748هـ)،دار الحديث- القاهرة،الطبعة: 1427هـ-2006م،عدد الأجزاء: 18،ج:2،ص:397)

5۔ قرئ على أبي محمد بن يحيى بن صاعد , قيل له: وفي كتابك عن حبيب بن بشر الأزدي , نا سعيد بن سفيان الجحدري , نا صخر بن جويرية , عن نافع , عن ابن عمر , أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه , قال: يا رسول الله إني استفدت مالا وهو نفيس فأردت أن أتصدق به , قال: «تصدق بأصلها لا يباع ولا يوهب ولا يورث ولكن ينفق ثمرته»(سنن الدارقطني،أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادي الدارقطني (المتوفى: 385هـ)،حققه وضبط نصه وعلق عليه: شعيب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطيف حرز الله، أحمد برهوم،مؤسسة الرسالة، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1424 هـ - 2004 م،عدد الأجزاء: 5،ج:5،ص:342)

6۔الدر المختارشرح تنويرالابصاروجامع البحار،ج:4،ص:339

7۔ فتح القدير،ج:6،ص:207

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

8- رد المحتار على الدر المختار، ج:4،ص:339

9- الفتاوى الهندية، ج:2،ص:350

10- ولو علقه بالموت وهو مريض مرض الموت فكذلك الحكم وإن لم نجز الوقف في المرض فهو بمنزلة المعلق بالموت فيما ذكره الطحطاوي والصحيح أنه بمنزلة المنجز في الصحة عند أبي حنيفة – رحمه الله تعالى – لا يلزم وعندهما يلزم من الثلث كذا في التبيين وإذا كان الملك يزول عندهما يزول بالقول عند أبي يوسف – رحمه الله تعالى – وهو قول الأئمة الثلاثة وهو قول أكثر أهل العلم وعلى هذا مشايخ بلخ وفي المنية وعليه الفتوى كذا في فتح القدير وعليه الفتوى كذا في السراج الوهاج(الفتاوى الهندية،لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي،دار الفكر،الطبعة: الثانية، 1310 هـ،عدد الأجزاء: 6، ج:2،ص:351)

11-الدر المختارشرح تنويرالابصاروجامع البحار، ج:4،ص:351

12- رد المحتار على الدر المختار،ابن عابدين، ج:4،ص:340

13- البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج:5،ص:205

14- فتح القدير، ج:6،ص:215

15- الدر المختارشرح تنويرالابصاروجامع البحار، ج:4،ص:361

16- رد المحتار على الدر المختار، ج:4،ص:361

17- الفتاوى الهندية، ج:2،ص:360

18- بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ)،دار الكتب العلمية،الطبعة: الثانية، 1406هـ - 1986م،عدد الأجزاء: 7، ج:6،ص:220